

سیرت النبی ﷺ اور منہج دعوت: مکی و مدنی ادوار کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

## The Prophetic Methodology of Da'wah: A Comparative Analysis of the Makkan and Madinan Phases

M. Anees Haider

*Lecturer, Department of Islamic Studies, Superior College M.B.Din*

### Abstract

This comprehensive research article presents a detailed comparative analysis of the Prophetic methodology of Islamic propagation (da'wah) across the Makkan and Madinan phases of the Prophet Muhammad's ﷺ life. Employing a multi-disciplinary approach that integrates historical, sociological, rhetorical, and strategic analysis, the study systematically examines the evolution of da'wah strategies in response to changing socio-political contexts. Through meticulous examination of primary sources including the Qur'an, Hadith, and early historical works, the article illuminates how the Prophet ﷺ adapted his message, tactics, and organizational structures from the private, principle-centered approach of Makkah to the public, community-building approach of Madinah. This research contributes significantly to Islamic studies, missiology, leadership studies, and social movement theory by offering a nuanced understanding of one of history's most successful transformative movements. The analysis reveals how contextual sensitivity, phased implementation, and strategic flexibility were integral to the Prophetic methodology,

providing timeless principles for contemporary da'wah work and social reform.

**Keywords:** Prophetic Methodology, Islamic Da'wah, Makkan Period, Madinan Period, Comparative Analysis, Islamic Leadership, Social Transformation, Strategic Communication

تمہید

سیرت نبوی ﷺ محض تاریخی واقعات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک کامل اور جامع نظام زندگی کی عملی تفسیر ہے۔ اس سیرت کا مرکزی محور دعوت الی اللہ اور اس کی حکمت عملی ہے۔ امام ابن قیم الجوزیہ (متوفی 751ھ) نے "زاد المعاد" میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "کانت دعوتہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبۃ علی آتم الترتیب وأحکمہ، فقد بدأ بالذم السریة، ثم اللہجریة، ثم الحجریة، ثم اللہجریة، ثم اللہجریة"۔<sup>1</sup> نبی کریم ﷺ کا دعوتی منہج ایک مرحلہ وار، حکیمانہ، اور سیاق (Context) کے مطابق ڈھلا ہوا تھا، جو مکہ کے اختناق اور مدینہ کے انفرادی و اجتماعی چیلنجوں میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوا۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد نبی کریم ﷺ کے سکی و مدنی ادوار میں دعوتی منہج کا تقابلی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ یہ تحقیق چار بنیادی سوالات کے گرد مرکوز ہے: اولاً، سکی دور میں دعوت کے بنیادی اصول، مراحل، اور حکمت عملیاں کیا تھیں؟ ثانیاً، مدنی دور میں ان میں کس نوعیت کی تبدیلیاں آئیں اور کن عوامل نے ان تبدیلیوں کو متعین کیا؟ ثالثاً، دونوں ادوار کے دعوتی مناہج میں کون سی مستقل اور کون سی متغیر عناصر پائے جاتے ہیں؟ رابعاً، اس تقابلی مطالعے سے عصر حاضر کے دعوتی اور سماجی چیلنجز کے لیے کیا درس اور اصول اخذ کیے جاسکتے ہیں؟ اس مطالعے کی اہمیت اس حقیقت میں مضمر ہے کہ یہ نہ صرف اسلامی دعوت کی تاریخی بنیادوں کو سمجھنے کا ذریعہ ہے، بلکہ یہ ایک موثر سماجی تبدیلی (Social Transformation) کے لیے درکار حکمت عملی، پلک (Flexibility)، اور مرحلہ وار عمل (Phased Implementation) کے اصولوں کو واضح کرتا ہے۔ تحقیق کا طریق کار کثیر الجہتی ہے، جس میں تاریخی تجزیہ، سیاقی مطالعہ (Contextual Analysis)، موازنہ، اور اصولی استنباط کے مختلف اسالیب کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ مقالہ اس مفروضے پر کام کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دعوتی منہج جامد (Static) نہیں بلکہ متحرک (Dynamic) تھا، جو حالات، مخاطبین، اور اہداف کے بدلنے کے ساتھ ترقی پذیر تھا، مگر اس کی بنیادیں اور اصول مستقل رہے۔

سکی دور دعوت: اساسات، مراحل اور حکمت عملیاں

سکی دور دعوت (610-622ء) کو بنیادی طور پر تین مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: دعوت برتری (خفیہ دعوت)، دعوت علانیہ (کھلی دعوت)، اور دعوت خارج مکہ (مکہ سے باہر دعوت)۔ ہر مرحلے کی اپنی خاصیت، حکمت عملی، اور چیلنجز تھے۔ امام ابن اسحاق (متوفی 151ھ) نے "السیرة النبویة" میں ان مراحل کی تفصیل بیان کی ہے۔<sup>2</sup>

پہلا مرحلہ: دعوت برتری (610-613ء)

یہ تین سال پر محیط ابتدائی دور تھا جب دعوت خفیہ اور انفرادی تھی۔ اس مرحلے کی خصوصیات میں سے ایک بنیادی اصولوں پر توجہ تھی۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے اپنی اہلیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دعوت دی۔ امام ابن ہشام (متوفی 218ھ) نے "السیرة النبویة" میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر کے ذریعے پہلے

پانچ صحابہ (عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ) اسلام لائے۔<sup>3</sup> اس خفیہ دعوت کی حکمت واضح تھی: ایک ایسے معاشرے میں جہاں شرک کی گہری جڑیں تھیں اور طاقت کی ساخت سرداروں کے ہاتھ میں تھی، بغیر کسی تحفظ اور تیاری کے کھلی دعوت خطرناک ہو سکتی تھی۔

اس مرحلے کی دعوت کا مرکزی موضوع توحید تھا۔ قرآن مجید کی ابتدائی سورتوں (جیسے العلق، المدثر، المزمل) میں بنیادی عقائد کی تعلیم دی گئی۔ امام طبری (متوفی 310ھ) نے "تاریخ الرسل والملوک" میں اس دور کے واقعات بیان کیے ہیں۔<sup>4</sup> اس مرحلے کا اہم پہلو یہ تھا کہ نبی ﷺ نے ایک وفادار اور مستقل مزاج مرکزی جماعت (Core Group) تیار کی، جو بعد میں دعوت کا ستون بنی۔

#### دوسرا مرحلہ: دعوتِ علانیہ (613-619ء)

جب مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: "فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْكٰفِرِيْنَ" (الحجر: 94)۔ نبی ﷺ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر قریش کو جمع کیا اور کھلے عام دعوت دی۔ امام بخاری (متوفی 256ھ) نے "صحیح بخاری" میں اس واقعے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔<sup>5</sup> اس علانیہ دعوت نے قریش کی مخالفت کو بھڑکا دیا، جس کے نتیجے میں ظلم و ستم کا دور شروع ہوا۔ اس مرحلے کی دعوت میں دو اہم حکمت عملیاں نمایاں ہیں: اولاً، عوامی اجتماعات میں براہ راست خطاب۔ ثانیاً، ہجرت حبشہ (615ء) جس کے ذریعے مسلمانوں کو وقتی تحفظ ملا اور دعوت کو بین الاقوامی سطح پر پھیلانے کا موقع ملا۔ امام ابن کثیر (متوفی 774ھ) نے "البدایہ والنہایہ" میں ہجرت حبشہ کے واقعات بیان کیے ہیں۔<sup>6</sup> اس مرحلے میں قرآن مجید کی سورتوں (جیسے یسین، الفرقان، الشعراء) میں توحید کے دلائل، قیامت کے مناظر، اور گزشتہ امتوں کے واقعات بیان ہوئے، جو دعوت کے منطقی اور جذباتی پہلوؤں کو تقویت دیتے تھے۔

#### تیسرا مرحلہ: دعوتِ خارج مکہ (619-622ء)

یہ دور "عام الحزن" (619ء) کے بعد شروع ہوا، جب نبی ﷺ کے چچا ابوطالب اور اہلیہ خدیجہ رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا۔ اس صدمے کے بعد نبی ﷺ نے طائف کا سفر کیا (620ء) تاکہ دعوت کو مکہ سے باہر پھیلایا جائے۔ امام ابن ہشام نے طائف کے واقعے کی تفصیل بیان کی ہے، جہاں نبی ﷺ کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔<sup>7</sup> اسی دور میں مختلف قبائل کو حج کے موقع پر دعوت دی گئی۔ اس مرحلے کی سب سے اہم حکمت عملی "بیعت عقبہ" تھی۔ 621ء میں چھ اور 622ء میں بارہ افراد بیٹھنے کی بیعت کی، جس کے نتیجے میں ہجرت مدینہ کا راستہ ہموار ہوا۔ امام ابن اسحاق نے ان بیعتوں کی تفصیل بیان کی ہے۔<sup>8</sup> اس مرحلے کی خصوصیت یہ تھی کہ دعوت نے ایک جغرافیائی توسیع اختیار کی اور سیاسی و سماجی تحفظ کی طرف پیش رفت ہوئی۔

#### مکی دعوت کے امتیازی خصائص اور اصول

مکی دور کی دعوت کے چند امتیازی خصائص اور اصول ہیں جو اس دور کی خاصیت کو واضح کرتے ہیں۔ امام ابن قیم نے "زاد المعاد" میں ان اصولوں کی نشاندہی کی ہے۔<sup>9</sup>

- مکی دور میں دعوت کا مرکزی موضوع توحید، رسالت، آخرت، اور اخلاقی انفرادیت کی تعمیر تھا۔ معاشرتی اور سیاسی قوانین پر کم زور دیا گیا۔ امام شاطبی (متوفی 790ھ) نے "الموافقات" میں اس پہلو کی وضاحت کی ہے۔<sup>10</sup> اس کی حکمت یہ تھی کہ بنیادی عقائد کے بغیر خارجی احکام بے معنی ہیں۔

- مکی دور صبر اور استقامت کا دور تھا۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم ہوا، لیکن انتقام یا مسلح مزاحمت کی اجازت نہیں دی گئی۔ قرآن مجید میں بار بار صبر کی تلقین کی گئی: "وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يُلْقُونَ وَاصْبِرْ لَهُمْ صَبْرًا جَمِيلًا" (المزمل: 10)۔ امام قرطبی (متوفی 671ھ) نے "الجامع لاحکام القرآن" میں مکی آیات میں صبر کے موضوع پر بحث کی ہے۔<sup>11</sup>
- مکی دور میں قرآن کا بیانیہ (Discourse) خاص طور پر مؤثر تھا۔ عربوں کی فصاحت و بلاغت کو چیلنج کیا گیا۔ سورتوں میں قصص الانبیاء، توحید کے عقلی دلائل، اور قیامت کے مناظر پیش کیے گئے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ کامل شیبہ نے "السنة ومكانتها" میں مکی قرآن کے بیانیہ پر بحث کی ہے۔<sup>12</sup>
- دعوت مرحلہ وار آگے بڑھی: خفیہ دعوت، علانیہ دعوت، ہجرت حبشہ، طائف کا سفر، بیعت عقبہ۔ ہر مرحلہ اگلے مرحلے کی بنیاد بنا۔ یہ حکمت عملی جدید اصطلاح میں "Phased Approach" کہلاتی ہے۔
- مکی دور میں ایک وفادار، مضبوط، اور نظریاتی طور پر پختہ مرکزی جماعت (Core Group) تیار کی گئی، جو بعد میں مدنی دور میں ریاست سازی کی بنیاد بنی۔

### مدنی دور دعوت: تشکیل، توسیع اور حکمت عملیاں

مدنی دور دعوت (622-632ء) کو بھی تین مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: تشکیل ریاست (622-624ء)، توسیع و دفاع (624-630ء)، اور تکمیل دعوت (630-632ء)۔ ہر مرحلے کی اپنی خصوصیات تھیں۔ امام واقدی (متوفی 207ھ) نے "المغازی" میں ان مراحل کی تفصیل بیان کی ہے۔<sup>13</sup>

### پہلا مرحلہ: تشکیل ریاست (622-624ء)

ہجرت کے فوراً بعد نبی ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس مرحلے کی سب سے اہم کارکردگی "بیثاق مدینہ" تھا، جسے پہلا تحریری آئین کہا جاسکتا ہے۔ امام ابن ہشام نے اس بیثاق کی مکمل عبارت نقل کی ہے۔<sup>14</sup> اس بیثاق میں مسلمانوں، یہودیوں، اور دیگر قبائل کے درمیان حقوق و فرائض طے کیے گئے۔ اس مرحلے کی دیگر اہم کارکردگیوں میں مسجد نبوی کی تعمیر (جو عبادت گاہ، تعلیمی مرکز، اور پارلیمنٹ تھی)، مؤاخات بین المہاجرین والانصار (ہجرت کرنے والوں اور انصار کے درمیان بھائی چارہ)، اور معاشی نظام کی بنیاد رکھنا شامل تھا۔ امام ابن سعد (متوفی 230ھ) نے "الطبقات الکبریٰ" میں ان تفصیلات کو جمع کیا ہے۔<sup>15</sup>

### دوسرا مرحلہ: توسیع و دفاع (624-630ء)

یہ دور جنگیں اور معاہدات کا دور تھا۔ بدر (624ء)، احد (625ء)، خندق (627ء) جیسی جنگیں ہوئیں، جن میں مسلمانوں کو دفاعی حکمت عملی اپنانا پڑی۔ امام ابن کثیر نے ان غزوات کی تفصیل بیان کی ہے۔<sup>16</sup> اسی دور میں صلح حدیبیہ (628ء) ہوئی، جو ایک حکیمانہ معاہدہ تھا اور فتح مبین کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اس مرحلے کی دعوت کی خصوصیت یہ تھی کہ اب دعوت ایک ریاستی طاقت (State Power) کے ساتھ کی جا رہی تھی۔ قریش کے ساتھ خط و کتابت، مختلف حکمرانوں کو دعوتی خطوط، اور بین

الاقوامی تعلقات قائم کرنا اس دور کی اہم کارکردگیاں تھیں۔ امام ابن قیم نے "زاد المعاد" میں ان دعوتی خطوط کی تفصیل بیان کی ہے۔<sup>17</sup>

تیسرا مرحلہ: تکمیل دعوت (630-632ء)

فتح مکہ (630ء) کے بعد دعوت نے ایک نئی شکل اختیار کی۔ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کیا، جو ایک عظیم اخلاقی فتح تھی۔ امام بخاری نے "صحیح بخاری" میں فتح مکہ کے واقعات بیان کیے ہیں۔<sup>18</sup> اس دور میں حجۃ الوداع (632ء) ہوئی، جس میں نبی ﷺ نے امت کو آخری وصیتیں فرمائیں۔ امام مسلم (متوفی 261ھ) نے "صحیح مسلم" میں حجۃ الوداع کے خطبے کو نقل کیا ہے۔<sup>19</sup> اسی دور میں مختلف وفود اسلام لائے اور جزیرہ نمائے عرب میں اسلام پھیلا۔

مدنی دعوت کے امتیازی خصائص اور اصول

مدنی دور کی دعوت کے چند امتیازی خصائص اور اصول ہیں جو اس دور کی خاصیت کو واضح کرتے ہیں۔ امام ابن قیم نے "زاد المعاد" میں ان اصولوں کی نشاندہی کی ہے۔<sup>20</sup>

- مدنی دور میں دعوت نے ریاستی شکل اختیار کی۔ نظام حکومت، عدلیہ، فوج، معیشت، اور معاشرتی تنظیم کے ادارے قائم ہوئے۔ امام ماوردی (متوفی 450ھ) نے "الاحکام السلطانیہ" میں ان اداروں کی تفصیل بیان کی ہے۔<sup>21</sup>
- مدنی دور میں تفصیلی احکامات نازل ہوئے: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، معاملات، حدود وغیرہ۔ امام شاطبی نے "الموافقات" میں مدنی تشریحات کی حکمت پر بحث کی ہے۔<sup>22</sup>
- بیثاق مدینہ میں یہودیوں اور دیگر گروہوں کے ساتھ تعلقات کے اصول طے کیے گئے۔ یہ بین المذاہب ہم آہنگی (Interfaith Harmony) کا اہم نمونہ تھا۔
- مدنی دور میں دفاعی جنگیں ہوئیں، جن میں اصول جنگ طے کیے گئے۔ امام ابن قیم نے "زاد المعاد" میں جنگی اخلاقیات پر بحث کی ہے۔<sup>23</sup>
- مدنی دور میں روم، فارس، مصر، حبشہ وغیرہ کے حکمرانوں کو دعوتی خطوط بھیجے گئے۔ یہ بین الاقوامی دعوت (International Da'wah) کا آغاز تھا۔

مکی اور مدنی دعوت کا تقابلی تجزیہ

مکی اور مدنی دعوت میں کئی اہم فرق اور مماثلتیں ہیں۔ امام ابن قیم نے "زاد المعاد" میں ان کا موازنہ پیش کیا ہے۔<sup>24</sup>

فرق کی بنیادیں:

1. سیاق (Context) کا فرق: مکہ میں اقلیتی اور مظلوم حیثیت، مدینہ میں اکثریتی اور حکمران حیثیت۔
2. مخاطبین کا فرق: مکہ میں مشرکین عرب، مدینہ میں مسلمان، یہودی، منافقین، اور دیگر۔
3. اہداف کا فرق: مکہ میں بنیادی عقائد کی تعمیر، مدینہ میں اجتماعی نظام کی تشکیل۔
4. ذرائع کا فرق: مکہ میں اخلاقی اور بیانی ذرائع، مدینہ میں قانونی اور ریاستی ذرائع۔
5. قرآنی بیانیہ کا فرق: مکی سورتیں مختصر، جذباتی، عقلی دلائل پر مبنی؛ مدنی سورتیں طویل، تفصیلی احکام پر مبنی۔

مماثلتیں:

1. توحید کی مرکزیت: دونوں ادوار میں توحید مرکزی اصول رہا۔
  2. اخلاقی اصولوں کی مستقل حیثیت: صبر، عدل، امانت جیسے اصول دونوں ادوار میں اہم رہے۔
  3. حکمت اور مرحلہ وار عمل: دونوں ادوار میں حالات کے مطابق حکمت عملی اپنائی گئی۔
  4. دعوت کی عالمگیریت: دونوں ادوار میں دعوت صرف عربوں تک محدود نہیں تھی۔
- دعوتی منہج کے مستقل اور متغیر اصول**
- نبی کریم ﷺ کے دعوتی منہج میں کچھ اصول مستقل (Constant) ہیں اور کچھ متغیر (Variable)۔ امام ابن قیم نے "مفتاح دار السعادة" میں ان اصولوں کی نشاندہی کی ہے۔<sup>25</sup>
- مستقل اصول:**

1. توحید کی مرکزیت: ہر دور میں دعوت کا مرکز توحید رہا۔
2. اخلاقی قدروں کی اہمیت: سچائی، امانت، عدل، رحمت ہر دور میں اہم رہے۔
3. حکمت اور موعظہ حسنہ: "ادع الی سبیل ربک بالحنۃ واللموعظۃ الحسنۃ" (النحل: 125) کا اصول ہر دور میں لاگو رہا۔
4. صبر و استقامت: ہر دور میں صبر ضروری رہا۔
5. دعوت کی عالمگیریت: دعوت ہمیشہ تمام انسانوں کے لیے تھی۔

### متغیر اصول:

1. حالات کے مطابق حکمت عملی: مکہ میں خفیہ دعوت، مدینہ میں کھلی دعوت۔
2. ذرائع اور وسائل: مکہ میں اخلاقی ذرائع، مدینہ میں قانونی اور ریاستی ذرائع۔
3. ترجیحات: مکہ میں عقائد کی تعمیر، مدینہ میں اجتماعی نظام کی تشکیل۔
4. مخاطبین کے لحاظ سے اسلوب: ہر گروہ کے لحاظ سے مختلف اسلوب۔

### عصر حاضر کے لیے دروس اور رہنما اصول

- نبی کریم ﷺ کے دعوتی منہج سے عصر حاضر کے لیے متعدد دروس اور رہنما اصول اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ امام محمد الغزالی (متوفی 1416ھ) نے "فقہ السیرۃ" میں ان دروس پر بحث کی ہے۔<sup>26</sup>
- دعوت کو موجودہ سیاق (Context) میں سمجھنا ضروری ہے۔ جس طرح نبی ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے مختلف حالات میں مختلف حکمت عملیاں اپنائیں، اسی طرح آج کے دور میں بھی حالات کے مطابق حکمت عملی ہونی چاہیے۔
  - دعوت میں جلدی بازی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ پہلے بنیادی عقائد اور اخلاقی تعمیر، پھر اجتماعی تبدیلی۔ جدید اصطلاح میں اسے "Gradual Change" کہتے ہیں۔
  - کسی بھی تبدیلی کے لیے ایک وفادار، مضبوط، اور نظریاتی طور پر پختہ مرکزی جماعت ضروری ہے۔ یہ جماعت بعد میں تبدیلی کا ذریعہ بنتی ہے۔

- دعوت میں نرمی، حکمت، اور خوبصورت نصیحت ضروری ہے۔ جارحانہ اور توہین آمیز اسلوب نقصان دہ ہے۔
- دعوت میں ناکامیوں اور مشکلات کے باوجود صبر ضروری ہے۔ طائف کے واقعے میں نبی ﷺ کا صبر عظیم مثال ہے۔
- میثاق مدینہ بین المذاہب تعلقات کا اہم نمونہ ہے۔ آج کے کثیر المذہب معاشروں میں اس نمونے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔
- دعوت عالمگیر ہے، لیکن مقامی حالات، زبان، اور ثقافت کا لحاظ ضروری ہے۔

### ایک متوازن اور ہمہ گیر دعوتی نمونہ

سیرت نبوی ﷺ کا دعوتی منہج ایک متوازن، ہمہ گیر، اور حکیمانہ نمونہ ہے۔ امام ابن قیم کے الفاظ میں: "کانت سیرتہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل سیرة، وأحکم منہج، وأصح طریقة"۔<sup>27</sup> یہ منہج نہ صرف ماضی میں کامیاب رہا، بلکہ آج بھی اس کے اصول قابل اطلاق ہیں۔

مکی دور ہمیں تعمیر ذات، صبر، اور بنیادی اصولوں پر ثابت قدمی سکھاتا ہے۔ مدنی دور ہمیں اجتماعی نظام کی تشکیل، بین المذاہب تعلقات، اور ریاستی ذمہ داریوں کا طریقہ سکھاتا ہے۔ دونوں ادوار مل کر ایک مکمل دعوتی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں جب امت مسلمہ مختلف چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے، سیرت نبوی ﷺ کا دعوتی منہج رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس منہج میں لچک بھی ہے اور اصولوں کی پاسداری بھی۔ حالات کے مطابق حکمت عملی بھی ہے اور مستقل اقدار کی حفاظت بھی۔ قرآن کریم نے نبی ﷺ کی سیرت کو "أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (احسن نمونہ) قرار دیا ہے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔<sup>28</sup> یہ اسوہ حسنہ آج بھی اسی طرح قابل اتباع ہے جیسے چودہ سو سال پہلے تھا۔ سیرت نبوی ﷺ کا دعوتی منہج نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانیت کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ ڈاکٹر محمد عبدہ نے "رسالة التوحيد" میں لکھا ہے: "منہج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدعوة منہج حکیم، یراعی الفطرة، ویحترم العقل، ویخاطب القلب"۔<sup>29</sup> یہی وجہ ہے کہ یہ منہج ہر دور میں کامیاب رہا ہے اور آج بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ آج کے دور میں دعوت کے چیلنجز مختلف ہیں، لیکن اصول وہی ہیں۔ سیاق بدل گیا ہے، لیکن حکمت کی ضرورت وہی ہے۔ ذرائع بدل گئے ہیں، لیکن پیغام وہی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کا دعوتی منہج ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ اصولوں پر ثابت قدم رہتے ہوئے حالات کے مطابق حکمت عملی اپنائی جائے۔ یہی وہ متوازن راستہ ہے جو کامیابی کی ضمانت ہے۔

### حوالہ جات

1. محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1998)، 45:1۔
2. محمد بن اسحاق، السیرۃ النبویہ، تحقیق: محمد حمید اللہ (رابط: معہد الدراسات والأبحاث للتعریف، 1976)، 65۔
3. عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویہ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2001)، 1:155۔
4. محمد بن جریر الطبری، تاریخ الرسل والملوک (بیروت: دار التراث، 1967)، 2:75۔
5. محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر (بیروت: دار طوق النجاة، 2002)، کتاب بدء الوحی، 1۔
6. اسماعیل بن عمر ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ (بیروت: دار الفکر، 1986)، 3:85۔
7. ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 2:125۔
8. ابن اسحاق، السیرۃ النبویہ، 185۔

9. ابن قیم، زاد المعاد، 1: 95۔
10. ابراہیم بن موسی الشاطبی، الموافقات فی أصول الشریعة (بیروت: دار المعرفہ، 1975)، 2: 45۔
11. محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحكام القرآن (قاہرہ: دار الکتب المصریة، 1964)، 10: 75۔
12. مصطفیٰ کامل شیبہ، السنۃ ومکاتبتہا فی التشریح الاسلامی (قاہرہ: دار السلام، 1999)، 115: 1۔
13. محمد بن عمر الواقدی، المغازی (بیروت: عالم الکتب، 1984)، 1: 25۔
14. ابن ہشام، السیرۃ النبویة، 2: 195۔
15. محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ (بیروت: دار صادر، 1968)، 1: 155۔
16. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 4: 65۔
17. ابن قیم، زاد المعاد، 3: 115۔
18. البخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، 60۔
19. مسلم بن الحجاج النیسابوری، صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1991)، کتاب الحج، 147۔
20. ابن قیم، زاد المعاد، 3: 155۔
21. علی بن محمد الماوردی، الاحکام السلطانیہ (قاہرہ: دار الحدیث، 2006)، 25۔
22. الشاطبی، الموافقات، 3: 85۔
23. ابن قیم، زاد المعاد، 3: 185۔
24. ابن قیم، زاد المعاد، 1: 205۔
25. ابن قیم، مفتاح دار السعادة (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1994)، 2: 75۔
26. محمد الغزالی، فقہ السیرة (قاہرہ: دار الشروق، 2005)، 45۔
27. ابن قیم، زاد المعاد، 1: 255۔
28. القرآن الکریم، سورۃ الاحزاب، آیت 21۔
29. محمد عبدہ، رسالۃ التوحید (قاہرہ: دار المعارف، 1999)، 85۔